مقالات

جناب پروفیسر غلام نبی عارف
گورنمنٹ کالج باغبانپورہ۔ لاہور

(قسطِ اوّل)

اسلام اور عالمِ اسلام کے لیے سعودی عرب کی خدمات

عراقی جارحیت پر تبصرہ

گو یہ تحریر ایک ہم عقیدہ و ہم مسلک شخصیت کے اصرار اور فرمایش پر قلمبند ہوئی، تاہم اس کا صرف یہی محرک کافی نہ تھا۔ چنانچہ ہو سکتا تھا کہ میں اپنی معلمانہ مصروفیات کے باعث اس سے صرفِ نظر کر جاتا، لیکن جہاں معاملہ سعودی عرب کا ہو، اس سے بے اعتنائی برتنا اسلامی محاذ سے بے وفائی کے مترادف ہوتا ــــ ایک تو اس لیے کہ سعودی عرب مرکزِ اسلام ہے، اور اس سے صرف میرے ہی نہیں، ہر مسلمان کے دین و ایمان کے رشتے قائم ہیں ــــ دوسرے اس لیے کہ سعودی حکومت، کتاب و سنت کی بنیادوں پر خالصتًا اسلامی حکومت ہے[1] ــــ پھر یہ میرا جماعتی فریضہ بھی تھا، کہ سعودی عرب پر آلِ سعود اور آلِ شیخ کی حکمرانی سلفیوں کی حکمرانی ہے۔ اور میرے علاوہ ہر اہلِ حدیث کے لیے یہ شرف و فخر کافی ہے کہ وہ مرکزِ اسلام مکہ و مدینہ کے خدّام و متولّی ہیں۔ لہٰذا ہر سچے اہلِ حدیث کا فرض ہے کہ وہ سعودی عرب کی اسلامی حکومت کی حمایت میں ہمہ وقت مستعد رہے ــــ انہی جذبات کے تحت آئندہ سطور ہدیۂ قارئین کرتا ہوں!

(غلام نبی کان اللہ لہٗ)

عظیم اسلامی حکومت:

دورِ جدید کی عظیم اسلامی حکومت سعودی عرب ہے، جہاں اسلامی قانون کی حکمرانی اور بالادستی

ہے اور اسلام کی برکتوں سے جس کا ذرہ ذرہ آفتاب و مہتاب بن چکا ہے۔ جس کی ترقی اور خوشحالی ترقی یافتہ یورپ کو شرمندہ کر رہی ہے اور جو امن و سکون کا گہوارہ اور دکھی انسانیت کا سہارا ہے۔ جہاں کے موحد حکمران، علماء، فضلاء خدا پرست و خدا ترس ہیں اور عام مسلمانوں سے محبت و پیار کرنے والے ہیں ——— تقویٰ و طہارت، محاسن اخلاق کی پاسداری اور دکھی انسانیت سے ہمدردی جن کا شیوہ ہے ——— مولانا ظفر علی خاں سعودی عرب کے حکمرانوں آلِ سعود کے بارے لکھتے ہیں :

ے نہیں فیض ابنِ سعود کا، یہ ہے لطف ربّ ودود کا
کہ سلف کے عہد کی رونقیں نظر آ رہی ہیں حجاز میں

ے پسند آیا ہے اب کعبہ کو پانچوں نمازوں میں
قیام اس کا، قعود اس کا، رکوع اس کا، سجود اس کا
روایاتِ سلف میں جان ڈالی اس کے ایماں نے
دلیل آخری ہے صدرِ اوّل کی، وجود اس کا

قرآنِ مجید کی سورۃ الفرقان میں اللہ ربّ العزت نے "عباد الرحمان" کی صفاتِ حمیدہ کا تذکرہ فرمایا ہے ——— سچ پوچھیے تو دورِ حاضر میں ان صفات کا بڑی حد تک مصداق یہی لوگ ہیں کہ :

- رحمان کے بندے زمین پر بڑی متانت سے چلتے ہیں۔ وہ جہلاء کے مخاطب کرنے پر ان سے الجھتے نہیں، بلکہ سلام کہہ کر آگے رخصت ہو جاتے ہیں۔
- وہ اپنی راتیں اپنے رب کے حضور سجود و قیام میں گذارتے ہیں۔
- وہ دوزخ کے عذاب سے پناہ کے طلب گار رہتے ہیں۔
- وہ دولت کا بے جا اسراف نہیں کرتے اور نہ بخل سے کام لیتے ہیں، بلکہ راہِ اعتدال کو اپناتے ہیں۔
- وہ زندگی کی حاجات و مشکلات میں صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کو پکارتے ہیں اور اپنے خلوص میں شرک کی ملاوٹ نہیں کرتے، کسی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے ——— زناکاری کا ارتکاب نہیں کرتے!
- وہ جھوٹی شہادتیں پیش نہیں کرتے، لہو و لعب سے اپنے آپ کو الگ رکھتے ہیں۔

- وہ قرآنِ مجید کی تلاوت صرف رسمی طور پر نہیں کرتے، بلکہ غور وفکر اور جذبۂ دل کے ساتھ کرتے ہیں۔
- ان کی اپنے رب سے یہی دعا ہوتی ہے کہ ان کی بیویاں اور اولادیں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور انھیں متقی لوگوں کی سربراہی حاصل ہو!

اسلام اور عالمِ اسلام کے لیے سعودی عرب کی خدمات

اسلام اور عالمِ اسلام کے لیے سعودی عرب کی خدمات ڈھکی چھپی نہیں، بلکہ پوری عالمی برادری ان سے واقف ہے؛ ان کے تفصیلی بیان میں ہزاروں صفحات رقم کیے جا سکتے ہیں، یہاں صرف چند ہلکی پھلکی جھلکیوں پر اکتفاء کیا جائے گا۔

جہادِ افغانستان:

سعودی عرب کی حکومت نے افغانستان کے اسلامی جہاد میں افغان مجاہدین کی بھرپور اخلاقی اور مادی مدد کی۔ اس مقدس جہاد میں سعودی نوجوانوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ وہ براہِ راست روسی افواج سے ٹکراتے رہے، اور بہت سے نوجوانوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ سعودی حکومت نے بھی جنگی اسلحہ اور خوراک کے لدے ہوئے جہازوں کی ترسیل کا سلسلہ جاری رکھا، جو آج تک جاری ہے — اور یہ وہ خدمتِ دین ہے، جسے تاریخِ اسلام اور اسلامیانِ عالم کبھی فراموش نہ کرسکیں گے۔

تحفظِ مسلم اقلیات:

جہاں جہاں مسلمان اقلیت میں ہیں اور غیر مسلم حکومتیں ان کے حقوق کو پامال کر رہی ہیں، سعودی عرب کی حکومت نے ان کے حقوق کے لیے عالمی سطح پر آواز بلند کی، نیز اخوتِ اسلامی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِن مسلم اقلیات کی اقتصادی وسیاسی مدد کی۔ ایشیا، افریقہ، یورپ اور امریکہ میں اس حقیقت کا بخوبی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ ہندوستان میں مسلم کش فسادات جب بھی ہوئے، سعودی عرب کی حکومت نے سفارتی سطح پر حکومتِ ہند کو اس کی ذمہ داری سے آگاہ کیا اور بعض دفعہ انتباہ بھی کیا۔ بابری مسجد کے حالیہ

تنازعہ پر بھی سعودی عرب نے انتہاپسند ہندو جماعتوں کی کھُل کر مذمت کی۔

اشاعتِ اسلام:

سعودی حکومت کا وجود میں آنا اس بنیاد پر تھا کہ اس کی جملہ مساعی دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے وقف ہوں گی۔ علماءِ نجد و حجاز اور جمعیت علماءِ اہلِ حدیث نے آلِ سعود کی بھرپور حمایت کی تھی۔ اس بارے میں خاندانِ غزنویہ، مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ، مولانا میر ابراہیم سیالکوٹیؒ، مولانا اسماعیل سلفیؒ اور مولانا ظفر علی خاںؒ کی خدمات نمایاں ہیں۔
جب آلِ سعود کو حجاز پر بالا دستی حاصل ہو گئی تو انھوں نے حرمین شریفین کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ انھوں نے پہلے مرحلہ پر حرمین شریفین کو شرک و بدعت سے پاک کیا، اور انھیں توحیدِ خالص اور سنتِ مطہرہ کا عملی طور پر مرکز بنایا۔ پھر چار فقہی بتوں کو اٹھا کر حرمِ پاک سے باہر پھینک دیا اور ایک ابراہیمی مصلّٰی کو توحید کی بنیاد پر بچھا کر وحدتِ امت کا حقیقی نمونہ پیش کیا۔

سلطان عبدالعزیز بن سعود پر اللہ تعالیٰ کی ہزاروں رحمتیں ہوں کہ اُس نے مسلمانوں کو حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی میں تقسیم نہیں کیا، بلکہ مسلمانوں کی شیرازہ بندی کرتے ہوئے سب کو ایک امتِ مسلمہ قرار دیا ــــــ

مولانا ظفر علی خاں نے شاہ عبدالعزیز کو نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا تھا:

حرم والوں کی جمعیت پریشان ہو نہیں سکتی
کہ ہے اس دَور میں شیرازہ بند ابنِ سعود اس کا

اللہ تعالیٰ نے اس توحید کی برکت سے سعودیوں کے لیے زمین کے خزانوں کو کھول دیا ــــــ معاشی بدحالی میں دبے ہوئے عرب کی قسمت کا ستارہ چمک اٹھا!

سعودی حکومت نے اسلامی مبلّغوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ملک میں کئی اسلامی یونیورسٹیاں، کالج اور ادارے قائم کیے ــــ جو تیزی کے ساتھ حرکت میں آئے اور دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں سے متجاوز اسلامی مبلّغ دینِ اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے دنیا میں پھیل گئے۔

علاوہ ازیں ہر ملک میں اپنے اخراجات پر مدارس اور مساجد تعمیر کیں اور پھر

ان میں مستقل طور پر مبلّغین کو متعیّن کیا، جو وہاں اشاعتِ اسلام کے لیے ہمہ وقت کام کر رہے ہیں۔ مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی دورِ حاضر کی بہت بڑی اسلامی تربیت گاہ ہے، جہاں سے سالانہ سینکڑوں مبلّغ تربیت پا کر اکنافِ عالم میں پھیل جاتے ہیں، اور جنھیں دیکھ کر آلِ سعود کے لیے دل کی گہرائیوں سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ ان کی حکومت کو رہتی دنیا تک قائم رکھ!

حرمین شریفین کی خدمت :

حج ارکانِ اسلام کا ایک اہم رکن ہے، اور یہ مالی، اور بدنی عبادت کا مجموعہ ہے۔ چونکہ تمام مناسکِ حج مکہ مکرمہ میں ادا کیے جاتے ہیں، اس لیے مسلمانانِ عالم کی شہر مکہ سے محبت و الفت ایک فطری امر ہے۔ تمام مسلمان اس شہرِ محبت کے لیے اپنے اندر بے قراری پاتے ہیں، اور یہ شہر اُن کی آرزوؤں اور تمنّاؤں کا مرکز ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَمَن دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا" (آلعمران : ۹۷)

"جو اس شہر میں داخل ہوا، اسے امن (روح کا چین) نصیب ہوا"

اس شہر کی تزئین و آرائش اور ترقی کے لیے سعودی حکومت نے بہت کچھ کیا ہے۔ حجاج کرام کی سہولت و آرام کا خیال رکھنے کے علاوہ ان کی رہائش، خوراک، صحت اور جانی حفاظت کے جملہ انتظامات کیے ہیں۔ ہر سہولت کی فراوانی ہے، ضروریاتِ زندگی کی اشیاء سے دوکانیں پُر ہیں۔ ہر طرف ہنستے، مسکراتے چہرے نظر آتے ہیں —— امن و امان کا ایسا نظارہ، جو خیر القرون کے بعد چشمِ فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

آج حرمین شریفین دونوں ہی امن و سلامتی کا گہوارہ ہیں۔ سعودی دورِ حکومت سے قبل جب کوئی مسلمان حج و زیارتِ کعبہ کے لیے روانہ ہوتا تو تمام عزیز و اقارب سے مل لیتا اور اپنے لین دین کا حساب بھی چکا لیتا —— بلکہ بعض والدین بچوں کی شادی بیاہ کے امور سے بھی فارغ ہو جاتے، تاکہ سارے خاندانی کام ان کے سامنے ان کے ہاتھوں سے اطمینان کے ساتھ انجام پا جائیں —— انھیں ہمیشہ یہ خوف بے چین کیے رکھتا تھا کہ خدا معلوم

اس سفر سے پھر واپسی وطن مالوف کی طرف ہوگی بھی یا نہیں ؟ امن و امان کا مسئلہ انتہائی خراب تھا۔ راستہ میں عرب بدّو حجاجِ کرام کے قافلوں کو لوٹ لیا کرتے تھے، اور بعض زائرین کو جان سے بھی مار دیتے تھے۔ راستوں پر عرب لٹیروں اور ڈاکوؤں کی حکمرانی ہوتی تھی اور قافلے خوف و ہراس کے عالم میں سفر کرتے تھے ـــــ لیکن جب ملک عبدالعزیز کو نجد و حجاز پر تسلط و غلبہ حاصل ہوگیا تو اس نے شریعت کی تلوار کو بے نیام کیا، جس کے وار نے لٹیروں اور ڈاکوؤں کے سروں کو تن سے جدا کر دیا، اور اس کی چکا چوند نے سرکش عرب قبائل کو امن کا راستہ دکھا دیا۔ اس مردِ آہن نے باغی قبائل پر ایسی ضربِ کاری لگائی کہ پھر انھیں سرکشی و سرتابی کا سبق ہمیشہ کے لیے بھول گیا۔ حتیٰ کہ یورپی مؤرخین بھی سلطان عبدالعزیز کی انتظامی صلاحیتوں کا برملا اظہار کرنے پر مجبور ہو گئے ـــــ آج بھی اس کے محل میں رکھی ہوئی اس کی تلوار، زرہ اور خود اس کی داستانِ شجاعت و بسالت زبانِ حال سے سُنا رہی ہیں ـــــ اور وہ "صقر الجزیرۃ العربیۃ" (شاہینِ عرب) کے لقب سے زباں زدِ عام و خاص ہوگیا۔

اَب موجودہ مملکتِ سعودی عرب امن و امان، خوشحالی اور رفاہیت کے اعتبار سے بامِ عروج کو چھو رہی ہے، اور یہ اللہ کی رحمت کا ان پر سایہ ہے ـــــ مگر تصویر کا ایک اور رُخ بھی ہے۔ اور وہ یہ کہ اسلام دشمن طاقتیں اس گہوارۂ اسلام کو برباد کرنے پر ادھار کھائے بیٹھی ہیں۔ وہ اپنی سازشوں، تخریبی کارروائیوں اور اوچھے ہتھکنڈوں سے اس روشن چراغ کو بُجھا دینا چاہتی ہیں ـــــ وہ اہلِ ایران کی سیاسی سازشیں اور تخریبی کارروائیاں ہوں یا صدام حسین کی لشکر کشی!

حالیہ خلیجی جنگ کے دوران بہت سے غیر مسلم جرنیل اور فوجی سعودی عرب میں امن و امان کی خوشگوار حالت کو دیکھ کر حیران رہ گئے، اور انھیں کلمۂ شہادت پڑھنے کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔

سعودی عرب اور قضیۂ فلسطین :

تقریباً نصف صدی سے مسئلہ فلسطین حل طلب چلا آرہا ہے۔ اس مسئلہ نے مسلمانانِ عالم میں ایک بے چینی اور اضطراب پیدا کر رکھا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر اس پیچیدہ مسئلہ

کو حل کرنے کے لیے وہ اپنی تمام صلاحیتیں اور کوششیں بروئے کار لا چکے ہیں، مگر یہ مسئلہ جُوں کا توں ہے۔ فلسطینی اپنے حقوق کے لیے تڑپ رہے ہیں۔ وہ بعض عرب ممالک میں پناہ گزینوں کی سی زندگی گزار رہے ہیں، اور وہ بڑی بے قراری سے اس مبارک گھڑی کا انتظار کر رہے ہیں، جب وہ اپنے وطنِ مالوف کی طرف لوٹیں گے ــــ لیکن وطن واپسی کا خواب ابھی تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکا، اور اس بارے ابھی کوئی پیشین گوئی بھی نہیں کی جا سکتی۔ اس سلسلہ میں بھی سعودی عرب کی خدمات سرِ فہرست ہیں۔ پہلے تو حکومتِ سعودیہ نے بے وطن فلسطینیوں کے لیے اپنے ملک میں گھر، کاروبار اور تعلیم مہیا کی، پھر بین الاقوامی سطح پر اس پریشان کن مسئلہ کی وکالت کی۔ اس نے جو کچھ فلسطینیوں کے لیے کیا، وہ سیاسی و اقتصادی مفادات سے بالاتر ہو کر کیا ــــ اس نے اس مسئلہ کو صرف عرب قوم کا مسئلہ قرار نہیں دیا، بلکہ اسے تمام مسلمانوں کا اجتماعی مسئلہ قرار دیا، اور کبھی بھی اپنی اس عظیم ذمہ داری سے معمولی سا انحراف بھی نہ کیا۔ گو اس خلیجی جنگ میں بعض فلسطینیوں نے حقِ نمک خواری ادا نہیں کیا، اس کے باوجود اب بھی قدس شریف اور فلسطین کی واگزاری کے لیے سعودی حکومت شب و روز مصروفِ عمل ہے ــــ اور یہ سب کچھ اسلامی جذبہ کے تحت ہو رہا ہے!

اسلامی تحریکیں:

بہت سی اسلامی تحریکیں، جو اپنے اپنے اوطان میں اسلام کی سربلندی اور اشاعت کے لیے کام کر رہی ہیں، اِن تمام کی سعودی عرب معاونت کرتا ہے ــــ جماعتِ اسلامی پاکستان ہو یا اخوان المسلمین مصر، انڈونیشیا کی نھضہ اسلامیہ پارٹی ہو، یا جماعتِ اہلِ حدیث پاک و ہند ــــ پوری دنیا میں جہاں بھی برّ و تقویٰ کی بنیاد پر اسلامی جماعتیں کام کر رہی ہیں، سعودی عرب کی اخلاقی و مادی مدد ان کے شاملِ حال ہوتی ہے۔ باوجود اس حقیقت کے کہ مصر کی اخوان المسلمون کی تحریک امام محمد بن عبدالوہابؒ کی تحریکِ اصلاح سے پوری طرح لگاؤ نہیں رکھتی اور اصول و مبادی میں دونوں کا اختلاف ہے، پھر بھی اسے حکومتِ سعودی عرب کا تعاون حاصل ہے اور یہ تعاون بڑے پیمانہ پر رہے ہے۔

سودی نظام کا خاتمہ:

کتاب و سنت میں حرمتِ سود کے بارے میں واضح نصوص موجود ہیں۔ حجۃ الوداع کے

موقع پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عرفات کے میدان میں اس کی حرمت کا اعلانِ عام کیا۔ قرآنِ حکیم نے اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف جنگ قرار دیا۔ لیکن غیر مسلم طاقتوں نے اس سودی نظام میں مسلمانوں کو ایسا جکڑا ہوا ہے کہ اس سے فرار کی کوئی سبیل انھیں نظر نہیں آتی۔ بہرحال بعض اسلامی حکومتوں نے اس نظام سے پیچھا چھڑانے کی کوششیں شروع کیں، تو سعودی عرب کی حکومت نے ایسے بینک اور ادارے قائم کرنے میں بہت مدد دی، جو نفع و نقصان کی بنیاد پر کام کریں ـــــ اب یہ ادارے اور بینک بہتر کارکردگی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔

عالمی عیسائی تحریک کا مقابلہ:

اسلام اور عیسائیت کے درمیان کشمکش کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عیسائیت کے خلاف اسلام کو فتوحات سے نوازا، اور یہ اسلام کا دورِ عروج تھا، جب عیسائیت ضرب و حرب اور علم و فن کے میدان میں شکست پر شکست سے دوچار تھی۔ یہ تمام واقعات اور مظاہر تاریخ کا حصّہ بن چکے ہیں۔ مگر دورِ حاضر میں مغرب کی عیسائی حکومتیں سائنس اور جدید ٹیکنالوجی کے میدان میں مسلمانوں کو کوسوں پیچھے چھوڑ چکی ہیں حتیٰ کہ وہ اپنی برتری کا لوہا اقوامِ عالم سے منوا چکی ہیں۔ مگر مسلمان خوابِ غفلت میں سو رہے ہیں، یا انھیں اپنے اندرونی خلفشار سے فرصت نہیں۔ عیسائی مبلّغین نے اس ماحول کو اپنے لیے بڑا سازگار پایا۔ انھوں نے مسلم ممالک میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کا جال بچھا دیا۔ اب یہ مسلم حکومتوں اور تنظیموں کی ذمہ داری تھی کہ وہ مسلم عوام کو اس جال سے آگاہ کرتیں اور اس میں پھنسنے سے انھیں بچاتیں۔ اس میدان میں مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے بہت کام کیا۔ انھوں نے برِّ صغیر میں عیسائی مبلّغوں کی پیش قدمی کو روک دیا ـــــ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ عیسائیت کو صلاح الدین ایوبی کی تلوار کے بعد ثناء اللہ امرتسریؒ کے قلم سے پالا پڑا۔ آج بھی نئی نسل ان کے پیدا کردہ مذہبی لٹریچر کو پڑھ لے تو الحاد و ارتداد کی گود میں جانے سے بچ سکتی ہے۔

زیرِ قلم موضوع حکومتِ سعودی عرب کی خدمات کا تھا ـــــ عیسائی مبلّغوں کا توڑ پیدا کرنے کے لیے سعودی عرب نے اپنے تربیت یافتہ مبلّغ مختلف ایشیائی اور افریقی ممالک میں بھیجے، جنھوں نے اسلام کے خلاف پھیلائے گئے پراپیگنڈہ کا مثبت جواب دیا۔ اور اب تو سعودی عرب نے تمام یورپ اور امریکہ میں اپنے تبلیغی مراکز قائم کر دیئے ہیں، جہاں

اسلامی علوم سے آراستہ مبلّغین رات دن اپنی تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف نظر آتے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ اسلام سے سچی لگن سعودیوں کے سینوں کی امانت ہے — اور وہ اس امانت کا حق بھی ادا کر رہے ہیں!

اسلامی تربیتی مراکز:

دعوت و ارشاد کا کام اس وقت تک کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا، جب تک اس میدان میں کام کرنے والے پوری طرح تربیت یافتہ نہ ہوں۔ اشاعتِ اسلام کے مقدس مشن کو مؤثر بنانے کے لیے سعودی عرب میں بہت سے تعلیم و تربیت کے مراکز قائم کیے گئے ہیں، جو اسلامی مدارس اور اسلامی یونیورسٹیوں کی شکل میں ہیں۔ مدینہ منورہ کی اسلامی یونیورسٹی سب سے بڑا اسلامی تربیتی مرکز ہے۔ اس یونیورسٹی کے زیرِ انتظام بہت سے کالج ہیں، جن میں غیر سعودی شہریت رکھنے والے متعدد ممالک کے ہزاروں طلباء زیرِ تربیت ہیں۔ جب یہ طلباء تربیت یافتہ علماء بن کر اپنے ملک میں واپس جاتے ہیں تو اسلام دشمن نظریات کی بہتر صلاحیت کے ساتھ تردید کرتے ہیں، جو یقیناً ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔ حکومتِ سعودی عرب اسلام کی اشاعت میں اپنی معاصر اسلامی حکومتوں میں سب سے آگے ہے — اسلام کا نام تو سب لیتے ہیں، مگر اسے بحیثیتِ نظام کوئی کوئی اپناتا ہے — متعدد مسلمان ملکوں میں جوا، شراب، زنا، قتل و غارت گری کا مختلف ناموں کے پردہ میں عام چلن ہے، مگر سعودی عرب میں یہ جرائم و معاصی کیاب اور نایاب ہیں۔ وہاں کی عدالتوں کے بڑے دروازوں کی پیشانی پر یہ لکھا ہوا ہے:

"وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ!" — اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ موجودہ خلیجی جنگ میں غیر مسلم فوجیوں نے سعودی عرب میں مثالی امن و امان کو بچشمِ خود دیکھا تو کئی ایک دینِ اسلام کی حقانیت کے قائل ہو گئے۔

مختصراً اسلام کی برکات سے اگر کسی ملک نے صحیح معنیٰ میں فائدہ اٹھایا ہے، تو وہ سعودی عرب ہے۔ سعودی عرب میں قیام کے دوران میں آلِ شیخ کے ایک بزرگ کو ملا تھا، اس نے پُرجوش لہجہ میں کہا تھا کہ اسلام کا آغاز بھی عرب سے ہوا، تو اب اس کا دورِ عروج بھی عرب سے ہوگا۔ اِن شاء اللہ!

(جاری ہے)